اندراج کیا جائے۔

8- احادیث کے کسی مجموعے سے حوالہ دیتے وقت مؤلف/ مدوّن کا نام، اس کے بعد مجموعے کا نام اور پھر متعلقہ حدیث کا باب، فصل وغیرہ کا اندراج کیا جائے مثلاً:

امام مسلم (مسلم بن حجاج)، الجامع الصحیح، مکتبہ الغزالی، دمشق، سال اشاعت نامعلوم، ج ۸، ص ۱۵۱، کتاب الزکوٰۃ۔

احادیث کے بعض جدید مطبوعہ مجموعوں میں ہر حدیث کے ساتھ نمبر کا اندارج کیا جاتا ہے۔ اگر مضمون نگار کے پاس اس قسم کا ایڈیشن موجود ہے تو دیگر معلومات کے ساتھ فقط مصنف کا مکمل نام یا سرنیم پھر کتاب کا نام اس کے بعد باب اور فصل کا عنوان پھر حدیث نمبر دے دینا بھی کافی ہوگا۔

9- فقہی مسائل میں کتب کا حوالہ دیتے وقت مسئلہ زیر بحث کے ساتھ متعلقہ کتاب، باب اور فصل کا حوالہ قاری کے لئے مزید سہولت فراہم کرتا ہے۔ اس لئے اس کے اندراج کا اہتمام کیا جانا چاہئے مثلاً:

ابن نجیم (الشیخ زین الدین)، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، مکتبۃ رشیدیہ کوئٹہ، سال اشاعت نامعلوم، ج ۱، ص ۲۸۸، کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان۔

10- تاریخ سے متعلق مأخذ سے بھی حوالہ دیتے وقت مطبع اور سال اشاعت کے علاوہ زیر بحث عنوان کے الفاظ کے تحت مزید وضاحتی معلومات کے اندراج کا اہتمام کیا جانا چاہیئے مثلاً:

ابن جریر طبری (محمد بن جعفر بن محمد) تاریخ الامم والملوک، مطبعۃ حسینیۃ مصر، سال اشاعت نامعلوم، ج ۵، ص ۲۳، زیر عنوان: ذکر سبب مہلک زیادبن سمیۃ، وقائع سنۃ ثلاث وخمسین۔

11- لغت یا کسی موسوعۃ **(Encyclopaedia)** کا حوالہ دیتے وقت صفحہ یا ایڈیشن کا ذکر ضروری نہیں موسوعہ کی صورت میں اسکے ٹائٹیل **(title)** اور مضمون کے عنوان اور مصنف

کے بارے میں معلومات دینا ضروری ہیں۔لغات سے استفادہ کی صورت میں اس کے مصنف/ مدوّن اورلفظ کے مادّہ کاذکر کافی ہے۔مثلاً

عبد القیوم ، جرش ، اُردو دائرۃ معارف ا سلامیۃ۔

(یعنی اُردو دائرہ معارف اسلامیہ میں جرش کے عنوان کے تحت عبدالقیوم کا تحریر کردہ مضمون)

مولانا عبدالحفیظ بلیاوی، مصباح اللغات، مادّہ عَنَقَ۔

12- اگرکسی ایم اے/ ایم فل/ پی ایچ ڈی کے غیر مطبوعہ مقالہ کا حوالہ دینا ہےتو اس میں مقالہ نگار کا نام، مقالے کا عنوان شعبہ اور یونیورسٹی کا ذکر جس ادارہ کے تحت اس مقالہ کو مکمل کیا گیا ہےاور مقالہ کی تکمیل کے سال کاذکر ضروری ہے مثلاً:

سیّد مبارک شاہ ، دینی مدارس کا نصاب تعلیم اور اس پر ناقدانہ نظر (ایم فل مقالہ) شعبہ اسلامیات ، پشاور یونیورسٹی ، ۱۹۹۶ ۔

13- مخطوط کا حوالہ دیتے وقت اس کے مصنف/ مؤلف کا نام، مخطوطہ کا ٹائیٹل اور جہاں پر وہ موجود ہےاس لائبریری یا مکتبہ کا نام اور مخطوطہ کے نمبر کا اندراج کرنا ضروری ہے۔مثلاً:

البیرونی (ابو الیمن محمد بن عبدا لرحمن) الدر المنتخب فی تاریخ مملکۃ حلب، عما دۃ شؤ ون المکتبات مدینۃ المنورۃ، نمبر ۱۵۹ ۔

14- اگرکسی رائے کومتعدد کتب سے اخذ کیا گیا ہوتو ان کا بھی مکمل حوالہ دینا ہوگا لیکن حوالہ سے پہلے"دیکھیں" /"مزید تفصیل" کے لئے دیکھیں کے الفاظ کا اضافہ کیا جائے گا۔مثلاً: دیکھیں/مزید تفصیل کے لئے دیکھیں

N.J. Coulson, A History of Islamic law, Edinburgh University Press. P-150.

علوم اسلامیہ کے اسکالرز وقارئین کے لیے اہم اطلاع

نوٹ: محرم تا جمادی الثانی مطابق فروری تا جولائی شمارہ سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل ہوگا رجب تا ذی الحج مطابق اگست تا جنوری ۔ عام موضوعات پر مشتمل ہوگا۔ لہٰذا مضامین سیرت جنوری تک عام مضامین جولائی تک موصول ہو جانے چاہیئے۔ مضمون کسی دوسرے رسالہ اخبار وغیرہ میں شائع ہوا ہو تو آگاہ کردیں۔ ہر شخص اپنا مضمون شائع کرواسکتا ہے البتہ مضمون ۱۰ تا ۲۰ صفحات پر مشتمل ہو۔ مضمون کمپوز شدہ یا کاغذ کے ایک سائڈ صاف ستھرا لکھا ہو۔ متن کا سائز 7 +Font4 سائز 14 عنوان کا سائز 24 ذیلی عنوان کا سائز 17 ہو مقالہ کا ایک پرنٹ اور فلاپی یا سی ڈی بھی ارسال فرمادیں۔ ''علوم اسلامیہ'' کا مضمون یا اس کا کوئی حصہ شائع کرنا چاہیں تو مجلّہ اور اس کا نمبر و تاریخ کا حوالہ دینا ضروری ہے۔

اگر آپ ''علوم اسلامیہ'' کے مستقل مضمون نگار/ مقالہ نگار بن سکتے ہیں تو ہم اس کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ مضامین اردو، عربی انگریزی اور سندھی زبان میں تحریر کئے جاسکتے ہیں۔ علوم اسلامیہ دنیا بھر کی لائبریریوں تحقیقی مراکز اور عام قارئین کو پیش کیا جائے گا۔

اساتذہ کرام اہل علم وتحقیق سے گزارش ہے کہ وہ ''علوم اسلامیہ'' کی کامیابی کے لئے ہمارے ساتھ ہر ممکنہ تعاون فرمائیں جزاک اللہ خیرا فی الدنیا والاخرۃ

پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی
چیف ایڈیٹر

تحقیقی مقالات کی ترتیب وتدوین کے اصول

(ایم اے، ایم فل، پی ایچ ڈی اور تخصص کے تھیس لکھنے والے

ریسرچ اسکالرز کے لئے جامع ومانع رہنما کتاب)

ترجمہ

كيف تكتب بحثا أو رسالة دراسة منهجية

مصنف

پروفیسر ڈاکٹر احمد شلبی الازہری

(استاذ جامعۃ الازہر جامعہ قاہرہ وکیمبرج یونیورسٹی برطانیہ)

مترجمین

پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی

صدر شعبہ اسلامیات قائد ملت گورنمنٹ ڈگری کالج

سپروائزر ایم فل/ پی ایچ ڈی ہائر ایجوکیشن کمیشن پاکستان

وفاقی اُردو یونیورسٹی۔ کراچی یونیورسٹی۔ ہمدرد یونیورسٹی

پروفیسر ڈاکٹر عبدالرحمن

سابق پروفیسر بہاولپور یونیورسٹی

نظر ثانی

پروفیسر حبیب النبی

اداریہ:

عہد حاضر اور ہم

سلام اس پر کہ اسرار محبت جس نے سمجھائے سلام اس پر کہ جس نے زخم کھا کر پھول برسائے
سلام اس پر کہ جس نے خون کے پیاسوں کو قبائیں دیں سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں
سلام اس پر شکستیں جس نے دیں باطل کی فوجوں کو سلام اس پر کہ ساکن کردیا طوفاں کی موجوں کو
سلام اس ذات پر جس کے پریشاں حال دیوانے سنا سکتے ہیں اب بھی خالدؓ و حیدرؓ کے افسانے

۳۴ مغربی ممالک کے چالیس اخبارات میں شائع ہونے والے پیغمبر اسلام ﷺ کے توہین آمیز اور اشتعال انگیز کارٹونوں نے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ایک ارب سے زائد مسلمانوں کو مشتعل اور غضب ناک کر دیا ہے۔ متعلقہ اخبارات کے مدیران آزادی اظہار کو اس ناپاک جسارت کا جواز قرار دیتے ہیں، جبکہ اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل کوفی عنان کے خیال میں یہ فعل ''جلتی پر تیل'' انڈیلنے کے مترادف ہے۔ مذکورہ کارٹون ڈنمارک کے روزنامہ ''جلینڈ پوسٹز'' میں شائع ہوئے۔ مبینہ طور پر اس اخبار کی انتظامیہ نے فیصلہ کیا ہے کہ ''حساب برابر'' کرنے کے لئے جتنی تعداد میں رسول خدا کے کارٹون چھاپے گئے، اتنی ہی تعداد میں حضرت عیسیٰ کے کارٹون چھاپے جائیں گے۔ ان کارٹونوں میں حضرت مسیح علیہ السلام کی تضحیک کا پہلو نمایاں ہوگا۔ یہ (حل یا طریقہ معذرت) مسلمانوں کے لئے ہرگز قابل قبول نہیں، کیونکہ وہ حضرت عیسیٰ کو بھی خدا کا پیغمبر اور نبی مانتے ہیں۔

آزادیٔ اظہار رائے کا حق لامحدود ہرگز نہیں اور شہری و سیاسی حقوق پر عالمی قانون (International Covenant on Civil and Political Rights-ICCPR) کے ذریعے اس حق کو محدود کیا گیا ہے۔ امن عامہ اور اخلاقی اقدار کو برقرار رکھنے کے لئے مذکورہ معاہدے کا احترام ضروری ہے۔ ان توہین آمیز کارٹونوں کو دیکھ کر کسی بھی مسلمان کے غم و غصے کا عروج پر پہنچ جانا فطری سی بات ہے۔ دنیا کارٹونوں کی اس بات

کو ''تہذیبوں کے تصادم'' (Clash of Civilisations) کا تمہیدی منظر قرار دے رہی ہے، یعنی ''مغرب بمقابلہ اسلام'' کے دور کا (ایک بار پھر) آغاز ہو چکا ہے۔

امریکہ کے انڈر سیکریٹری آف اسٹیٹ فار پبلک ڈپلومیسی، کیرن ہفز (Karen Houghes)، جو ان دنوں دوسری مرتبہ مشرقِ وسطیٰ کے دورے پر ہیں، یقیناً اس بات پر کسی حد تک اطمینان محسوس کر رہی ہوں گی کہ گزشتہ دو ہفتے سے مسلم دنیا میں جس غم و غصے کے اظہار کیا جا رہا ہے، اس کا نشانہ بنیادی طور پر یورپ ہے نہ کے امریکہ، اس مسئلے کو ''کارٹون بحران'' کا نام دیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ کارٹون کا نہیں ناموس رسالت کا مسئلہ ہے۔

ہفز نے جو کہ صدر جارج بش کی پرانی دوست اور مشیر ہیں، موجودہ بحران کے حوالے سے امریکی موقف اور ردعمل کی تشکیل میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ یہ بحران بہت بڑے پیمانے پر احتجاج کا اور بعض مقامات پر، خاص طور پر مشرقِ وسطیٰ میں تشدد کا محرک بن چکا ہے۔

بلاشبہ انھیں قطر میں ہونے والے سالانہ اسلامک ورلڈ فورم میں امریکی نقطہ نظر کی وضاحت کے لئے مدعو کیا جائے گا۔ علاوہ ازیں وہ متحدہ عرب امارات میں مختلف این جی اوز اور طلبہ کے ساتھ اپنی طے شدہ ملاقاتوں میں بھی امریکی موقف کو واضح کریں گی۔ ان کی رہنمائی میں امریکی انتظامیہ نے ایک نہایت محتاط موقف اختیار کرنے کی کوشش کی ہے جس میں ایک طرف مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا گیا ہے جو ڈنمارک اور بعد ازاں یورپ کے دوسرے بڑے اخبارات میں شائع ہونے والے پیغمبر اسلام کے توہین آمیز خاکوں پر سخت غم زدہ ہیں اور دوسری طرف آزادیِ اظہار کے اصول کا بھی دفاع کیا گیا ہے۔

اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے ترجمان اسکاٹ مکارمک (Scott McCormick) نے بحران کے آغاز میں یہ بیان دے دیا تھا کہ ''اسلام کے خلاف بنائے جانے والے خاکے بھی اسی طرح ناقابلِ قبول ہیں، جس طرح یہودی، مسیحی یا کسی بھی دوسرے مذہبی عقیدے کے خلاف''۔ ''اگرچہ ہم ان خاکوں سے مسلمانوں کو پہنچنے والے دکھ میں ان کے ساتھ شریک ہیں، لیکن ہم آزادیِ رائے اور آزادیِ اظہار کے حق کی بھی اسی طرح پوری قوت سے حمایت کرتے

ہیں"۔ تاہم اس محتاط اور متوازن بیان نے امریکی انتظامیہ کے بعض مضبوط ترین حامیوں، خاص طور پر نوقدامت پسندوں اور بعض دوسرے "عقابوں" کو ناراض کردیا، جنھوں نے الزام لگایا کہ اس موقف سے "اسلامی انتہاپسندوں" کو "مطمئن کرنے" کا رویہ جھلکتا ہے جو کہ مغرب کے آزادی اظہار کے ان تصورات کو خیر باد کہنے کے مترادف ہے جن کے دفاع کے لئے بش نے مزعومہ طور پر "دہشت گردی کے خلاف" جنگ چھیڑی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ امریکی انتظامیہ کی طرف سے اگلے بیانات میں، خاص طور پر دمشق اور بیروت میں ڈنمارک کے سفارت خانوں پر حملوں کے بعد، کارٹونوں کی قابل اعتراض نوعیت کی بہ نسبت تشدد کی مذمت پر زیادہ توجہ دی گئی ہے۔ صدر بش نے اعلان کیا کہ "آزاد پریس میں جو کچھ چھپا ہے، اس پر عدم اطمینان کے اظہار کے لئے تشدد کا طریقہ اختیار کرنا قابل مذمت ہے"۔

نائب صدر ڈک چینی کا پسندیدہ کالم نگار وکٹر ڈیوس ہینسن **(Victor Davis Hanson)** اپنے حالیہ کالم میں لکھتا ہے کہ "۱۹۳۰ء کے دکھ کا مداوا کرنے کی کوششوں **(Appeasment)** کی طرح، اس وقت بھی ہم ایک ایسے عظیم دور میں ہیں جس میں اخلاقی جکڑبندیوں کو محدود تر کردیا گیا ہے۔ اگر ہم نے ان آٹھویں صدی کے ملاؤں کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے تو بہت جلد ہم خود بھی آٹھویں صدی میں رہ رہے ہوں گے جہاں ہم کوئی ایسی بات نہ کہہ سکیں گے، نہ سن سکیں گے اور نہ کرسکیں گے جس سے ایک بنیاد پرست مسلمان کو تکلیف پہنچتی ہو"۔

نوقدامت پسند ہفت روزہ "سٹینڈرڈ" (جو ان چند امریکی اخبارات میں سے ہے جنھوں نے خاکوں کو دوبارہ شائع کیا) کے مدیر ولیم کرسٹول **(William Kristol)** لکھتا ہے کہ "اسلامی انتہاپسندی کے خلاف عالمی جدوجہد میں یہ بیچ کا ایک لمحہ ہے"۔ وہ لکھتا ہے کہ ڈنمارک کے خلاف احتجاجی مظاہرے ثابت کرتے ہیں کہ "وہ لوگ جو ہمارے مشرق وسطی کو "آزاد اور مہذب بنانے" کی کوششوں سے خوفزدہ ہیں، جوابی حملہ کررہے ہیں اور اس کے لئے ہر وہ ہتھیار استعمال کررہے ہیں جو ان کے بس میں ہے"۔

جناب آغا شاہی صاحب لکھتے ہیں زیر بحث کارٹون پیغمبر اسلام سے یا دوسرے

لفظوں میں اسلام سے نفرت کا اظہار ہیں۔ان کارٹونوں کو شائع کر کے ''ہمہ قسم کے نسلی امتیاز (تعصبات) کے خاتمے پر عالمی کنونشن'' کی صریحاً خلاف ورزی کی گئی ہے۔ یہ کنونشن نسلی برتری، نفرت انگیز تقاریر اور نسلی تعصب کو ابھارنے کے عمل کو غیر قانونی قرار دیتا ہے۔اس کی رو سے اقوام متحدہ کی ہر رکن ریاست پر لازم ہے کہ وہ اس قسم کے قابل تعزیر اقدامات کے ذمہ داروں کو قرار واقعی سزا دے۔لہٰذا یہ ثابت ہوگیا کہ ان کارٹونوں کو شاوع کر کے دراصل ایک عالمی قانون کی نفی اور خلاف ورزی کی گئی ہے۔آزادی اظہار کی آڑ میں عقیدہ اسلام کے حاملین یعنی مسلمانوں کے جذبات کو جس طرح مجروح کیا گیا ہے۔جناب آغاز شاہی سابق وزیر خارجہ مشورہ دیتے ہیں کہ اس کے بعد ضروری ہوگیا ہے ان ملکوں میں موجود اسلامی تنظیمیں اور مسلمان قانونی ماہرین متعلقہ ملکوں کی بااختیار عدالتوں سے ''محکم فیصلہ'' (Ruling) حاصل کریں بلکہ ترجیحاً ''انسانی حقوق کی یورپی عدالت'' (European Court of Human Rights) سے رابطہ کریں تاکہ مسلمانوں کے زخموں کا کسی حد تک مداوا ہو سکے۔

CCPR اور ICERD جیسے معاہدوں سے ثابت ہو جاتا ہے کہ آزادی اظہار رائے کا مطلب بے لگام آزادی ہرگز نہیں،اس کی حدود و قیود کا باقاعدہ تعین کیا گیا ہے۔ان معاہدوں پر اقوام متحدہ کے رکن ممالک کی واضح اکثریت نے دستخط کر رکھے ہیں اور یورپی عدالتیں ان حدود و قیود کی توثیق کرتی ہیں۔ICERD پر عمل درآمد کا جائزہ لینے اور اسے مانیٹر کرنے کے لئے باقاعدہ ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جو ''نسلی تعصبات کے خاتمے کی کمیٹی'' کے نام سے موسوم ہے۔قانون کی رو سے نسلی برتری یا نسلی تعصب یا نسلی برتری کے نام پر نفرت پھیلانے کو مستوجب سزا قرار دیا گیا ہے۔نسلی تفاخر کے نتیجے میں پیدا ہونے والی نسلی منافرت تشدد کو جنم دیتی ہے،لہٰذا یہ فعل قانوناً ممنوع ہے اور اس کی سزا اظہار رائے کی آزادی سے ہم آہنگ ہے۔اس حوالے سے صرف موزوں اور مناسب قانون سازی ہی کافی نہیں، بلکہ قانون کا موثر نفاذ بھی ضروری ہے۔جو شہری آزادی اظہار کے حق سے استفادہ کرتے ہیں،ان پر بعض خصوصی فرائض اور ذمہ داریاں (خود بخود) جاری ہو جاتی ہیں۔(CERD) کی عمومی